غزل کا تعارف

غزل عربی زبان کا لفظ ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہیں محبوب یا عورتوں سے باتیں کرنا۔ غزل اردو شاعری کی بہت مقبول صنف ہے۔ اپنے لغوی معنی کے لحاظ سے غزل میں عشق ومحبت کی کیفیات، واردات، محبوب کے حسن کی تعریف، اس کے سراپا کی تعریف، عشق حقیقی یعنی اللہ سے عشق، شراب وکباب، رندی، شیخ، واعظ، ناصح پر طنز وغیرہ مضمون بیان کیے جاتے ہیں۔ غزل کی ابتدا میں شاعر غزل میں اسی طرح کے مضمون بیان کرتے تھے۔ لیکن زمانے کی ترقی کے ساتھ غزل میں ہر طرح کی بات اور مضمون بیان کیے جانے لگے۔ فلسفہ، عالمی اور ملکی صورت حال کا بیان، سماجی، سیاسی معاملات کا بیان، اخلاقی مسائل اور ذاتی مسئلوں کو بھی غزل میں بیان کیا جانے لگا۔ مضمون یا موضوع کی اس وسعت کے باوجود غزل کا لہجہ اور اس کا بیان مخصوص ہے۔ غزل کے لہجے اور اس کے بیان میں نرمی، آہنگی، اور سلگنے والی کیفیت ہوتی ہے جسے سوز وگداز کہا جاتا ہے۔ غزل کا یہی لب ولہجہ تغزل کہلاتا ہے۔

ہیئت یا بناوٹ کے لحاظ سے غزل کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1۔ غزل میں شعر ہوتے ہیں۔ ایک شعر دو لائنوں کا ہوتا ہے۔ ان لائنوں کو مصرع کہا جاتا ہے۔ شعر کی پہلی لائن مصرعۂ اولیٰ یعنی پہلا مصرعہ اور دوسری لائن مصرعۂ ثانی یعنی دوسری لائن کہلاتی ہے۔

2۔ غزل کا ہر شعر معنی کے اعتبار سے دوسرے شعر سے آزاد ہوتا ہے۔ یعنی ایک شعر (دو لائنوں) میں جو بھی بات کہی جاتی ہے وہ مکمل ہوتی ہے۔ دوسرے شعر میں دوسری بات کہی جاتی ہے جس کا پہلے شعر سے کوئی تعلق ضروری نہیں ہے۔ نظم میں ہر لائن (مصرع) ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہے اور پوری نظم پڑھنے کے بعد اس کے معنی مکمل ہوتے ہیں۔ جبکہ غزل میں دو مصرعوں میں بات مکمل ہو جاتی ہے۔

3۔ غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے (لائنیں) ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ غزل کے ایسے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے جیسے

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانا یاد ہے

یہ شعر حسرت موہانی کی غزل کا مطلع ہے۔ دونوں مصرعوں کے آخر میں آئے الفاظ ''بہانا'' اور ''زمانا'' قافیہ ہیں۔ بہانا اور

زمانا کے آگے کے قافیے جانا، بتانا، اڑانا وغیرہ ہو سکتے ہیں۔قافیے میں دولفظوں کے آخر کے کچھ حرف ایک سے ہوتے ہیں اور باقی حرف علاحدہ ہوتے ہیں۔اس شعر کے دونوں مصرعوں کے آخر کے الفاظ "یاد ہے" ردیف ہے۔ردیف کے الفاظ پوری غزل میں ایک سے رہتے ہیں۔ جب دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف ہو تو ان دونوں مصرعوں کو ہم ردیف اور ہم قافیہ کہا جاتا ہے۔غزل میں ایک سے زیادہ مطلع ہو سکتے ہیں۔

4۔مطلع کے بعد کے شعروں میں پہلے مصرع میں کوئی ردیف قافیہ نہیں ہوتا جبکہ دوسرے مصرع میں مطلع کے اعتبار سے قافیہ اور ردیف ہوتا ہے، جیسے

دوپہر کی دھوپ میں مجھ کو بلانے کے لیے

وہ ترا کوٹھے پہ ننگے پاؤں آنا یاد ہے

اس شعر کے پہلے مصرع میں ردیف قافیہ نہیں ہے جبکہ دوسرے مصرع میں مطلع کے لحاظ سے "آنا" قافیہ اور "یاد ہے" ردیف ہے۔

5۔غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں جس میں شاعر اپنا نام یا تخلص لکھتا ہے۔تخلص شاعر کے اس نام کو کہا جاتا ہے جو وہ شاعری میں استعمال کرتا ہے جیسے غالب کا اصلی نام مرزا اسداللہ خاں تھا لیکن شاعری میں غالب ان کا تخلص تھا، جیسے

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب

شرم تم کو مگر نہیں آتی

6۔غزل میں کم سے کم پانچ شعر اور زیادہ سے زیادہ 21 شعر ہوتے ہیں۔مگر آج کل غزل کے شعروں پر توجہ نہیں دی جاتی ہے۔

اردو شاعری میں غزل کا آغاز فارسی کے اثرات سے ہوا۔اردو غزل کی تاریخ نو سو سال پہلے شروع ہوئی۔اردو کے پہلے غزل گو امیر خسرو (1325-1250) ہیں۔اس کے بعد غزل دکن سے ہوتی ہوئی پھر شمالی ہند (دلی) واپس آئی۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں غزل نے بے پناہ ترقی کی اور اردو کی تمام شعری اصناف پر حاوی ہوگئی۔بادشاہوں کے دربار سے لے کر طوائفوں کے کوٹھے اور خانقاہوں میں غزل کے ڈنکے بجنے لگے۔کلاسیکل غزل کے شاعروں میں قلی قطب شاہ، ولی دکنی، میر تقی میر، مرزا محمد رفیع سودا، خواجہ میر درد، میر سوز، مومن خاں مومن، مرزا اسداللہ خاں غالب، شیخ ابراہیم ذوق، نواب مرزا داغ دہلوی، سکندر علی وجد، جگر مرادآبادی، شوکت علی خاں فانی بدایونی، اصغر گونڈوی، فضل الحسن حسرت موہانی اہم ہیں۔جدید غزل گویوں میں فیض احمد فیض، رگھوپتی سہائے فراق گورکھ پوری، معین احسن جذبی، مجروح سلطان پوری، ناصر کاظمی، ظفر اقبال، فرحت احساس اور پروین شاکر اہم نام ہیں۔